دینی مدارس کے خلاف شرمناک مہم

لندن میں بم دھماکوں کے بعد دینی مدارس کے خلاف ایک نئی لہر اٹھی ہے برطانیہ کے وزیر اعظم ٹونی بلیئر سے لیکر عام آدمی تک مدارس کو مورد الزام گردانتے ہیں۔ ان کے نزدیک خودکش بم دھماکوں میں ملوث نوجوان پاکستانی نژاد برطانوی ہیں اور وہ پاکستان میں قیام کے دوران بعض دینی مدارس میں گئے ہیں۔ لہٰذا ان کی خصوصی تربیت کی گئی اور واپس آ کر انہوں نے یہ دھماکے کئے ہیں۔ حالانکہ یہ سب قیاس آرائیاں اور خلاف واقعہ باتیں ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ برطانوی ذمہ داران کو بھی معلوم ہے کہ یہ تمام افراد برطانیہ میں پیدا ہوئے اور انہوں نے برطانیہ کے ماڈرن تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کی۔ اور برطانیہ کے ماحول میں ہی پرورش پائی۔ اس کے باوجود اگر یہی لوگ بم دھماکوں میں ملوث ہیں تو یہ بات برطانوی حکومت کیلئے لمحہ فکریہ اور تشویشناک ہے۔ اس پر انہیں دوسروں کو الزام دینے کی بجائے اپنے تعلیمی ماحول اور تربیتی نظام پر از سرنو غور کرنا چاہئے۔ محض یہ دیکھ کر کہ حملہ آور مسلمان ہیں لہٰذا مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز بیانات اور ان کی تعلیمی درسگاہوں کو مطعون کرنا ہرگز درست نہیں۔

پاکستان کے دینی مدارس کے خلاف واویلا اور غلیظ پروپیگنڈہ کا یہ پہلا موقعہ نہیں ہے۔ اس سے قبل بھی ایسا ہوتا رہا ہے۔ خصوصاً 9/11 کے واقعہ پر بھی امریکہ بہادر نے سارا ملبہ دینی مدارس پر گرایا تھا۔ اور انہیں دہشت گردی کے اڈے اور تخریب کاری کے مراکز قرار دیا تھا۔ اور ان پر چھاپوں اور چھان بین کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کیا گیا۔ غیر ملکی طلبہ کے داخلہ کیلئے نئی شرائط عائد کی گئیں اور ایجنسیوں کے ذریعے ان کی کڑی نگرانی کی جاتی رہی۔ سب کچھ کرنے کے باوجود مدارس پر ایک الزام بھی ثابت نہ ہوسکا اور سب کو شرمندگی اٹھانی پڑی۔ لیکن ایک بات جس نے پوری دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈالے رکھا کہ مدارس کی نگرانی اور تفتیش کے باوجود جگہ جگہ خودکش بم دھماکے جاری ہیں خصوصاً عراق میں جو تباہی اور بربادی ہو رہی ہے یہ لوگ کہاں سے آ رہے ہیں؟

یہی حال لندن بم دھماکوں کے بعد ہوا۔ مدارس کے خلاف ایک طوفان برپا ہوا۔ اور ٹونی بلیئر نے یہ مطالبہ کیا کہ پاکستان حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان مدارس کو بند کرے جہاں انتہا پسندی کی تعلیم دی جارہی ہے۔ اگرچہ ایک لحہ کیلئے جنرل پرویز مشرف نے اپنی نشری تقریر میں حکومت برطانیہ کو احساس دلایا کہ اسکا ذمہ دار خود برطانیہ ہے لیکن دوسرے لحہ مدارس کے خلاف مہم کا آغاز بھی کر دیا گیا۔ مختلف مدارس کے خلاف سخت کاروائی عمل میں لائی گئی، چھاپے مارے گئے۔ اور طالبات کے مدارس کو بھی خصوصاً نشانہ بنایا گیا جس میں جامعہ حفصہ للبنات اسلام آباد بھی شامل ہے۔ اس مہم سے بہت سے بے گناہ اور بے قصور حوالہ زنداں ہوئے اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

اس ساری کاروائی کا کربناک اور افسوسناک پہلو یہ ہے کہ مدارس کے متعلق حقائق کو منظر عام پر لانے اور ان کی تعلیمی، اصلاحی خدمات کا اعتراف کرنے کی بجائے منفی پروپیگنڈہ شروع کر دیا گیا اور یہ فریضہ اغیار نے نہیں بلکہ اپنوں نے شروع کیا۔ اور ہر ایرا غیرا مدارس کے خلاف طبع آزمائی کرنے لگا۔ اور یہ سمجھ کر کہ کالم کا پیٹ بھرنے کیلئے مدارس کا موضوع مناسب ہے ایک آدھا کالم لکھ دیا بعض کالم نگاروں نے تو ایسی باتیں سپرد قلم کی ہیں جن کا سرے سے وجود ہی نہیں ہے۔ اور ہم پوری ذمہ داری سے عرض کریں گے کہ یہ لوگ زندگی بھر کسی مدرسے میں داخل نہیں ہوئے، وہاں کا داخلی ماحول نہیں دیکھا۔ انہیں یہ تک معلوم نہیں کہ ان مدارس میں پڑھائے جانے والے اسباق کیا ہیں؟ اور طریقہ تدریس کیا ہے اور اسلوب امتحان کیسا ہے؟ تربیتی ماحول کیا ہے، اساتذہ کرام کا معیار تعلیم کیا ہے؟ نظم و نسق کیسا ہے؟ چونکہ ان کالم نگاروں کو علماء کرام سے ایک خاص عداوت ہے اور دینی کلچر انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتا لہٰذا ہوا کا رخ دیکھ کر دل کی بھڑاس نکال لی۔ اور سنی سنائی باتوں کو نقل کر دیا۔ حالانکہ ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''کفی بالمرء کذبا ان یحدث کل ما سمع به'' کہ

آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے یہی دلیل کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات بیان کردے۔

ان کے کالم پڑھ کر بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ مدارس کے بارے میں ان کی معلومات نہ صرف ناقص بلکہ ان کی جہالت کا پتہ دیتی ہیں۔ چونکہ یہ کالم نگار بنیادی طور پر مغرب زدہ اور یورپی کلچر کے دلدادہ ہیں للہذا مدارس کے بارے میں ان کے خیالات نہایت دقیانوسی ہیں۔ ان کے لئے یہ بات بھی تکلیف کا باعث ہے کہ ان مدارس کے فضلاء سیاست میں کیوں دخیل ہیں اور بالخصوص سرحد یا بلوچستان میں شریک اقتدار کیوں ہیں؟ ان پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اور یہ تاثر دیتے ہیں کہ گویا سیاست علماء کیلئے شجر ممنوعہ ہے۔ اور وہ اس کے اہل نہیں ہیں۔ اور یہ صرف ان لوگوں کا حق ہے جو علماء کی صف میں شامل نہیں ہیں اور موجودہ سیاستدان ان کے آئیڈیل ہیں، ان کی کارکردگی سے بے حد مطمئن ہیں۔ یہ کالم فروش ان کے حق میں ہمیشہ صفحات کالے کرتے ہیں۔

دینی مدارس کے بارے میں عمومی تاثر یہ دیا جاتا ہے کہ یہ مسجد سے ملحق چند حجرے ہوتے ہیں جن میں کچھ لوگ صدیوں پرانی کتابیں پڑھتے پڑھاتے ہیں اور دنیا سے بے خبر پرانی روایات اور دقیانوسی خیالات کا پرچار کرتے ہیں۔ ہم یہاں بصد احترام ان تمام حضرات کی خدمت میں عرض کریں گے کہ دینی مدارس کے بارے میں اگر ان کے یہ خیالات ہیں تو انہیں درست کر لیجئے۔ پاکستان میں بے شمار ایسے دینی مدارس اور جامعات ہیں جو رقبے کے اعتبار سے کسی بھی کالج یا یونیورسٹی سے کم نہیں ہیں ان کی پرشکوہ عمارتیں ہیں جن میں دفاتر، کلاس رومز اور ہاسٹل شامل ہیں۔ ہزاروں کتابوں پر مشتمل لائبریریاں اور کمپیوٹر سیکشن ہیں۔ جہاں تحقیقی کام کرنے کی جملہ سہولتیں میسر ہیں۔ طلبہ کے علاج معالجے کیلئے ابتدائی طبی مراکز ہیں ان اداروں میں باقاعدہ ایک نظام ہے۔ جس کے تحت طلبہ کو تعلیم دی جاتی ہے۔ تعلیمی اوقات مقرر ہیں۔ باقاعدہ کلاسیں ہوتی ہیں اور نصاب کے مطابق اساتذہ تدریسی فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ یہ نصاب مختلف مراحل پر مشتمل ہے اور ہر مرحلے کا فائنل امتحان وفاق المدارس (امتحانی بورڈ) لیتا ہے اور اسناد جاری کرتا ہے۔ طلبہ کو دینی تعلیم کے ساتھ انگریزی ریاضی معاشرتی علوم کمپیوٹر سائنس کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں جنرل نالج اور حالات حاضرہ پر تازہ ترین معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ جدید مسائل پر سیر حاصل بحث ہوتی ہے اور کتاب وسنت کی روشنی میں ان کا حل دریافت کیا جاتا ہے۔ طلبہ کے درمیان صحت مند تفریحی پروگرام منعقد ہوتے ہیں، کھیلوں کا اہتمام ہوتا ہے۔ مدارس کے طلبہ ہمیشہ بین الکلیات یا مدارس کے مقابلوں میں شریک ہوتے ہیں۔ تقریری مقابلوں، حسن قرأت، نعت خوانی، مباحثوں اور بیت بازی جیسے اہم پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ اور ہمیشہ نمایاں رہتے ہیں جس کا مظاہرہ کنونشن سنٹر میں منعقدہ کنونشن میں ہوا جس کی صدارت جنرل پرویز مشرف نے خود کی تھی۔

مدارس میں کسی سطح پر بھی انتہا پسندی کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ بلکہ اسلامی تعلیمات، اس کے کلچر کے مطابق زندگی گزارنے کی بھرپور تلقین ہوتی ہے اور اسلام کی دعوت کو حکمت اور بصیرت کے ساتھ لوگوں کو پہنچانے کی تربیت دی جاتی ہے۔ ہمارے اس دعوے کی تصدیق کیلئے کوئی بھی صاحب جامعہ سلفیہ فیصل آباد تشریف لے آئے، خود ملاحظہ کرے ہمیں امید ہے اس کی بہت سی غلط فہمیاں از خود رفع ہو جائیں گی۔

دینی مدارس میں کام کرنے والے معزز اساتذہ کرام اور طلبہ معاشرے کا باعزت طبقہ ہیں اور وہ محب وطن شہری ہیں اور قانون کی بالادستی پر یقین رکھتے ہیں۔ اور آئین پاکستان کا احترام کرتے ہیں۔ وہ پاکستان کی تعمیر وترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتے ہیں پاکستان کی سالمیت اور اس کے وقار کیلئے ہمیشہ دعاگو رہتے ہیں۔ وہ کبھی بھی یہ نہیں چاہیں گے کہ ان کی بدولت پاکستان بدنام ہو۔ یا اس کی عزت پر حرف آئے۔ یہ تو اس ملک کو پوری دنیا میں سربلند دیکھنا چاہتے ہیں۔ پاکستان میں جہالت کے خلاف علمی جہاد کر رہے ہیں۔ ناخواندگی کیلئے نہایت مثبت کردار ادا کر رہے ہیں اس لئے ہماری گزارش ہے کہ اگر آپ ان مدارس کے ساتھ تعاون نہیں کر سکتے تو کم از کم بے جا مخالفت نہ کریں۔ بلاوجہ پروپیگنڈہ کا حصہ نہ بنیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہمیں کسی قسم کے فنڈز یا مراعات کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ دینی کام اللہ تعالیٰ پر مکمل اعتماد اور بھروسے پر ہو رہا ہے، وہی کارساز ہے اور وسائل فراہم کرتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ان کی صحیح کاموں کی ستائش کی جائے اور اگر کوئی چیز قابل اصلاح ہو تو مثبت انداز سے یہ کام کیا جائے۔